18

قرآن کریم کی آخری تین سورتوں میں سورۃ فاتحہ کا ہی مضمون بیان کیا گیا ہے

(فرمودہ 5/اگست 1955ء بمقام مسجد لندن)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ الناس کی تلاوت کی اور فرمایا۔

"میں خطبہ اردو میں دوں گا اور ایسے بھائیوں کے لیے جو اردو نہیں جانتے عزیزم چودھری ظفراللہ خاں صاحب انگریزی میں اس کا ترجمہ سنا دیں گے۔ اس کے بعد میں نماز پڑھاؤں گا۔

میں نے جس سورۃ کی تلاوت کی ہے یہ قرآن کریم کی آخری سورۃ ہے۔ اور جیسا کہ میرا سالہا سال سے خیال ہے اور صرف خیال ہی نہیں بلکہ قرآن کریم کے مطالعہ سے میرا یہ یقین ہے کہ قرآن کریم کی آخری تین سورتیں دراصل سورۂ فاتحہ ہی کے مضمون کی تکرار ہیں۔ سورۃ فاتحہ میں جو مضمون بیان ہوا ہے بقیہ قرآن کریم میں اُس کی تفصیل ہے اور اِن آخری تین سورتوں میں اُسی مضمون کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔ اچھے مصنفین کا طریق یہی ہے کہ جب وہ کوئی کتاب لکھتے ہیں تو تمہید میں اُن مضامین کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں جن کو تفصیل کے ساتھ کتاب میں لکھنا مقصود ہوتا ہے۔ اور پھر آخر پر اُس سارے مضمون کا خلاصہ لکھ دیتے ہیں۔ اِسی طرح سورۃ فاتحہ

تمہید ہے اور آخری تین سورتیں سارے قرآن کریم کے مضامین کا خلاصہ ہیں۔ یوں تو یہ مضمون لمبا ہے لیکن اصولی طور پر میں اِس مضمون کو اختصار کے ساتھ بیان کر دیتا ہوں۔ ان تینوں سورتوں میں سے آخری سورۃ خلاصہ در خلاصہ کا کام دیتی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں پہلی آیت اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ 1 ہے اِس میں خدائے واحد کی حمد اس لئے بیان کی گئی ہے کہ وہ رب العالمین ہے یعنی سارے جہانوں کا رب ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی ربوبیت سارے جہانوں کے لیے بیان کی گئی ہے۔ اِسی طرح اس آخری سورۃ کی پہلی آیت قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ 2 ہے۔ اس میں بھی وہی اشارہ پایا جاتا ہے اور اُس رب کی پناہ طلب کی گئی ہے جو تمام بنی نوع کا رب ہے۔ کسی ایک قوم یا ملک یا نسل کے رب کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ ایسے رب کی طرف اشارہ ہے جو سب انسانوں کا رب ہے۔ اب اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں جس قدر فساد اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں وہ تمام کے تمام انسان کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے آخری سورۃ میں عَالَمِیۡنَ کی بجائے اَلنَّاس رکھ دیا گیا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا تعلق تو عَالَمِیۡنَ یعنی تمام جہانوں سے ہے۔ لیکن دنیا میں فتنہ و فساد انسانوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر یہاں فتنہ و فساد سے بچنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ طوفانوں اور آندھیوں سے اور فتنہ و فساد سے انسان کے لیے مفید صورتیں پیدا کر دے۔ اور اکثر یہ مفید صورتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اگرچہ بعض اوقات طوفان اور آندھیاں عذاب کی صورت بھی بن جاتی ہیں لیکن اگر انسان توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جائے تو یہ مفید صورتوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی ساری چیزیں انسان ہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے انسان ہی کے لیے ہے 3۔ پھر سورۃ فاتحہ میں اَلۡعَالَمِیۡنَ میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا سلوک سب مخلوقات سے ایک جیسا ہے۔ اِسی طرح قرآن کریم میں کھیتی باڑی کے ذکر میں بھی بتایا گیا ہے کہ یہ انسانوں کے لیے بھی ہے اور حیوانوں کے لیے بھی 4۔

میں چھوٹا سا تھا تو اُس وقت بھی مجھے قرآن کریم کا درس دینے سے محبت تھی۔ مجھے یاد ہے

کہ یہ خیال مجھے اُس وقت بھی آیا تھا کہ کھیتی باڑی میں بھی جو کچھ ہوتا ہے وہ انسانوں کے لیے بھی ہے اور جانوروں کے لیے بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ بیل ہل چلاتا ہے اور بظاہر کھیتی باڑی کے سلسلہ میں انسان سے زیادہ کام کرتا ہے لیکن اُس کا پیٹ انسان کے پیٹ سے بڑا ہے۔ اس لئے جب غلہ پیدا ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اس میں اُس کا حصہ زیادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ دانوں کی نسبت بھُوسا تقریباً دوگنا ہوتا ہے۔ پس اسی طرح اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خیال رکھتا ہے اور اس کی ضروریات مہیا کرتا ہے۔

اِس آخری سورۃ میں جو قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کہا گیا ہے اس میں رَبِّ النَّاسِ کا مفہوم یہ ہے کہ ساری کائنات کے مضمون کو انسانوں کی طرف پھیر دیا جائے۔ یعنی ہم اس کی پناہ مانگتے ہیں جو سارے انسانوں کا خدا ہے۔ یہاں یہ نہیں کہا کہ کالوں یا گوروں کا خدا یا اِس ملک کا یا اُس ملک کا خدا بلکہ یہ کہا ہے کہ وہ تمام انسانوں کا خدا ہے۔ ان الفاظ میں اِس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب نیشنلزم کی طرف توجہ بڑھ جائے گی۔ اس لیے یہاں ایسے خدا کی پناہ مانگی گئی جو سب انسانوں کا خدا ہے نہ کہ کسی ایک نسل کا۔ پس یہ ایک رنگ میں دعا ہے کہ اے خدا! جب کوئی ایک قوم دوسری قوم پر حاکم ہو جائے اور ظلم کرنے لگے تو تُو چونکہ سب کا خدا ہے صرف اس قوم کا خدا نہیں اس لیے اسے اس حکومت سے محروم کر دے یا اس کی اصلاح کر دے۔ یہی اشارہ سورۃ فاتحہ میں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ 5 کے الفاظ میں بھی پایا جاتا ہے۔

سورۃ فاتحہ کے آخر میں کہا گیا ہے کہ نہ تو میں مغضوب میں سے ہو جاؤں اور نہ ہی ضالین میں سے 6 یہاں بھی قومی زندگی کو پیش کیا گیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی قوم اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اُس کی اگلی نسل ٹھیک نہ ہو جائے۔ قوموں کی زندگی تو سینکڑوں ہزاروں سال تک کی ہوتی ہے۔ پھر جب ہم ایک فرد کی زندگی کو جو زیادہ سے زیادہ ستّر اسّی سال یا سَو سال کی ہوتی ہے بچانے کے لیے اتنی جدوجہد کرتے ہیں تو قومی زندگی کو بچانے کے لیے اس سے کہیں زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ سورۃ الناس کی آیت مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ 7 میں اس بات کی دعا کی گئی ہے کہ آئندہ نسلیں خراب نہ ہو جائیں۔ ان کے دلوں میں وساوس نہ پیدا ہوں۔ پس مومن کہتا ہے کہ اے خدا! میری تو زندگی اچھی گزر گئی ہے لیکن میں اُن کے لیے بھی

دعا کرتا ہوں جو میرے بعد آنے والے ہیں کہ تُو ان کو وساوس سے بچائیو۔ کیونکہ صرف اور صرف اس صورت میں ہی میری زندگی فائدہ بخش ثابت ہوسکتی ہے۔

عام طور پر کہتے ہیں کہ زنجیر کی طاقت اُس کی سب سے کمزور کڑی کی طاقت کے برابر ہوتی ہے۔ تو اگر کوئی بھی نسل میں سے بگڑے گا تو سارے سلسلہ کو خراب کرے گا۔ وساوس کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض وساوس ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا پتا ہی نہیں چلتا۔ بچوں ہی کو دیکھ لو اگر ان کے دل میں وساوس پیدا ہو رہے ہوں تو وہ بہت حد تک ان کو اپنے دل میں چھپائے رکھتے ہیں۔ ایسی چھپی ہوئی چیز کا علاج تو خدا تعالیٰ ہی کرسکتا ہے۔ پس یہاں یہ دعا سکھائی کہ وساوس پیدا کرنے والے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھ۔ اگر ایسا ماحول پیدا ہو جائے جس سے دلوں پر زلزلہ آجائے اور وساوس پیدا ہوں تو تُو ان سے ہماری نسلوں اور ساتھیوں کو بچا۔ گویا مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ کے مفہوم کی تشریح ہے۔ غرض جو مضمون سورۃ فاتحہ میں تمہیداً بیان کیا گیا تھا اُسے سارے قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد آخری تین سورتوں میں اور خصوصاً اِس سب سے آخری سورۃ میں اس کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔"

(الفضل 8 ستمبر 1955ء)

1: الفاتحة:2

2: الناس: 2

3: اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (البقرہ:165)

4: اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ۔ (یونس :25)

5: الفاتحة:4

6: الفاتحة:7

7: الناس:5